بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کا مستقبل — اُمیدیں اور خدشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
(صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

غالباً ۱۹۸۰ء کی دہائی کی ابتداء میں عراق کی اُس وقت کی وزارت اوقاف نے اسلامی کانفرنس بلائی تھی جس میں پاکستان سے شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدعو تھے۔ حضرت نے اس کانفرنس میں عربی زبان میں جو فکر انگیز خطاب فرمایا تھا، احقر نے دور طالبعلمی میں اُس کا اردو ترجمہ کیا تھا۔ ذیل میں اُس خطاب کا ترجمہ ''صدائے وفاق'' کے طور پر شائع کیا جارہا ہے۔ ——— (مدیر)

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلوٰۃ والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

حضرات وزراء وعلماء کرام اور محترم اہل جلسہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: میں عراق کی وزارت اوقاف کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اسلام کی دعوت وتبلیغ اور اسلامی پیغام کو چاردانگ عالم میں عام کرنے کے لیے عالمی اسلامی کانفرنس منعقد کی اور میں تہہ دل سے دعا گو ہوں کہ اللہ جل شانہٗ کانفرنس کو بارآور اور نافع بنائے اور تمام مسلمانوں کے لیے یہ مفید ثابت ہو۔

حضرات اہل جلسہ! اسلام کی حقیقت ہم میں سے کسی پر مخفی اور پوشیدہ نہیں، ہم میں سے ہر ایک یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ اسلام کا ظہور ایک ایسی فضا میں ہوا تھا جہاں کفر وشرک کی تاریکی اور معاشرتی گمراہی انتہا کو پہنچ چکی تھی، جہالت کی ان تاریکیوں میں طلوع اسلام اس چاند کی مانند تھا جو چمکتے اور جگمگاتے تاروں کے ساتھ گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں طلوع ہوتا ہے اور تاریک رات کو چاندنی کی دلکش روشنی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اسلام کا سورج جب انسانیت کے اُفق پر طلوع ہوا اور اس کی ضیا پاش کرنوں سے تاریک دنیا روشن ہوئی اور انسانوں کی زندگی کی تاریک راہیں ظاہر ہوگئیں تو پورا عالم، نورِ اسلام کے آغوش میں آ کر حق کے راستے پر گامزن ہوا اور انسانیت نے اپنا نشان منزل دیکھ لیا۔

جب بھی کفر کی ظلمت نے نور اسلام کے مقابلے میں آ کر دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کی کوشش کی اور حق کی جگہ باطل لینے لگا تو اس وقت کے مسلمانوں نے اپنے زمانے کی بے دینی کا جدید چیلنج قبول کیا اور باطل قوتوں اور تحریکوں کا سربکف مقابلہ کیا۔ یہ چیلنج کبھی مال و دولت و مادہ کا ہوتا اور بسا اوقات فکر ونظر کے میدان سے متعلق ہوتا۔ لیکن مسلمان بے دینی کی ان سازشوں سے کبھی غافل نہیں رہے اور اس کا مقابلہ آج تک کرتے رہے ہیں۔

اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں نے اسلامی تعلیمات کو ختم کرنے اور اسلام کی شوکت وسطوت کو ''قصۂ پارینہ'' بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں ہونے دیا اور اپنے اس گھناؤنے مقصد کے حصول میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ہر وہ حربہ آزمایا جو ان کی استطاعت میں تھا اور ہر اس ذریعہ اور وسیلہ کو جس سے اسلام کو زک پہنچ سکتا ہو اختیار کیا، کبھی تو حقائق پر پردہ ڈال کر اور عقائد سے متعلق بنیادی تصورات اور اسلامی روایات مسخ کرنے کے لیے پروپیگنڈہ وجھوٹ سے کام لیتے ہوئے شاطروں کی صورت میں وہ سامنے آئے، کبھی سیاسی جبر وتشدد سے کام لیا، کبھی اقتصادی دباؤ ڈالا اور بسا اوقات استعماری قوتیں استعمال

میں لائی گئیں، لیکن ان تمام چیرہ دستیوں کے باوجود وہ اسلام کی تعلیمات کا کوئی ادنیٰ جز بھی محو نہ کر سکے اور اسلام اپنی اصلی صورت میں زندگی کی رہنمائی کے لیے موثر ترین شکل میں جوں کا توں آج تک باقی ہے۔

اسلام کے ایسے متبعین اور داعی ہر زمانہ میں رہے ہیں جن کی چشم نگراں اسلامی تعلیمات کو مٹانے یا اس میں تغیر و تحریف کی کارروائی کرنے والی تحریکوں سے کبھی غافل نہیں رہی، انھوں نے اسلام کے خلاف ہونے والی کوششوں کا بڑی ہمت اور ایمانی جرات سے مقابلہ کیا اور ان سازشوں اور دسیسہ کاریوں کی قلعی کھول کر رکھ دی جو اسلام کے خلاف مرتب کی گئی تھیں۔

عزیز دوستو! جب بھی ہم قرون اولیٰ میں اسلام کی تاریخِ دعوت و عزیمت پر نظر ڈالیں گے تو باطل فرقوں کی سرکردگی میں اسلام کے خلاف حملوں اور کوششوں کی ایک واضح صورت ہمارے سامنے آئے گی جو گہوارۂ اسلام ہی میں اسلام کے ساتھ نبرد آزما نظر آتی ہیں۔ ان باطل فرقوں میں باطنیہ، قرامطہ اور خوارج کا نام لیا جا سکتا ہے۔ اگر ائمہ فقہ، جلیل القدر محدثین ومفسرین، امت کے داعی اور حاملینِ قرآن وسنت نہ ہوتے تو آج اسلام کی تر و تازگی نہ ہوتی اور اسلام اپنے حسین خد و خال کے ساتھ اپنی اصلی صورت میں موجود نہ ہوتا۔ اسلام، دین مسیح اور دیگر ادیان کی طرح ایک مسخ شدہ دین ہوتا، یہ سب کچھ اسلاف امت کی ان ہی قربانیوں کی رہین منت ہیں۔ حق و باطل کی یہ کشمکش دین کے لوازمات اور ایمانی چنگاریوں کے بھڑکانے کا ایک عنصر ہے، جس کے باعث دین حق سے دفاع کا جذبہ زندہ متحرک اور جہالت کے مقابلے کے لیے ہمت بیدار رہتی ہے۔

میرے محترم دوستو! ہمارے آج کے دور میں بھی کئی ایسی تحریکیں پائی جاتی ہیں جن کی بنیاد ہی اس لیے رکھی گئی کہ درخت اسلام کی جڑوں کو قلع قمع کرنے اور مسلمانوں کو ان کے اصل سرچشمہ سے دور رکھنے اور اسلام کو ایک بے یار و مددگار متروک دین ثابت کیا جائے۔ کمیونزم، سوشلزم، عیسائیت وغیرہ ان ہی فرقوں میں شامل ہیں جو مسلمانوں کو ان کی دائمی صداقتوں والی شریعت سے ہٹانے کے لیے متحد ہیں، وہ شریعت جو زندگی میں سعادت، امن و آشتی اور محبت و باہمی ربط کو پھیلانے اور عام کرنے اور انسانی معاشرہ کو آسمانی آخری پیغام سنانے اور انسانیت کے تمام مشکلات و مصائب کا حل پیش کرنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔ ان اسلام دشمن تحریکوں نے اپنے اس ناپاک مقصد کے لیے کسی بھی حیلہ اور وسیلہ کے استعمال سے دریغ نہیں کیا۔ ضمیر فروشوں کے ضمیر کو خریدا، نئی نسل کو مال و دولت اور جنسی شہوت کے راستے سے گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ قتل و تشدد کے منصوبہ بنانے اور سازشوں کے جال پھیلانے کے لیے ہر قسم کے اسباب و وسائل تیار کیے، فتنہ و فساد برپا کیا۔ معاشرہ میں خوف و ہراس عام کیا، اسلامی تعلیمات کے سایہ میں زندگی گزارنے کے لیے فضا کو ناہموار بنانے کی مکمل کوشش کی تاکہ مسلمانوں کو اسلام کے لیے غور و فکر کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور اسلامی زندگی کے خلاف سرگرمیوں کو بروقت وہ محسوس نہ کر سکے۔

جب بھی مسلمانوں پر مادی رنگ غالب آیا اور آزادانہ افکار کے دباؤ میں آکر وہ غیر فطری عوامل کے پہیہ کے ساتھ گھومنے لگے تو مسلمانوں اور حقیقی سعادت وطمانیت کے درمیان فاصلہ بڑھنے لگا اور زندگی کے ہر میدان اور ہر شعبہ میں شہوات وخواہشات کی بالادستی قائم ہونے لگی، اضطراب و بے چینی پیدا ہو گئی تو مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ گوشہ نشینی وغفلت کی چادر کو اپنے سے دور کرنے لگے اور ایک فطری بیداری پیدا ہوئی، مسلمان ازسرنو اسلام کی طرف عود کر گئے اور یہ انقلاب عالم اسلام کے تمام حلقوں میں آیا اور بیداری کی یہ لہر اسلامی دنیا کے تمام خطوں سے ٹکرانے لگی۔

معزز حضرات! مسلمانوں کی بروقت یہ بیداری اور اعداء اسلام کی اسلام کے خلاف اسلامی تعلیمات و روایات کو ختم کرنے کی تمام کوششوں کی ناکامی، اسلام دشمن فرقوں کو بہت ہی بے چین اور مضطرب کر دیتی ہے۔ اس سے ان کو بڑا حزن و غم ہونے لگتا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف ان کے دل میں غیظ و غضب کا اور اضافہ ہو جاتا ہے اور پھر وہ ازسرنو عزم نو

کے ساتھ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے اصلی شیرازے کو بکھیرنے کے لیے منصوبہ بندی شروع کر دیتے ہیں، جس کی تکمیل کے لیے وہ جنگی حالات پیدا کرتے ہیں، دہشت گردی وفساد پھیلاتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندرونی اجتماعی ملّی معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ پر قبضہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قتل وفساد، دہشت گردی و بے چینی، خوف وہراس غرضیکہ ہر وہ حربہ استعمال میں لاتے ہیں جس میں ان کو اپنے اس مقصد شنیع کی کامیابی وتکمیل کی صورت نظر آتی ہو۔ آج جب کہ پوری دنیا میں اسلامی بیداری کے آثار کا ظہور ہو رہا ہے تو دشمن نے اپنی تمام تر توجہ اسلامی معاشرہ اور مسلم ممالک میں بے چینی اور ناسازگار حالات پیدا کرنے کی طرف پھیر دی ہے تاکہ مسلمان دین کی تعلیم اور اس پر عمل کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دے سکیں اور آہستہ آہستہ اسلامی تعلیمات سے دور ہوتے رہیں اور قرآن وسنت کا کوئی اثر باقی نہ رہے اور ان کے لیے حکومت وسیادت کی فضا ہموار ہو جائے اور انسانوں کو کھلونا بنا سکیں۔

مسلمانوں پر مصائب ومشکلات اسی وقت آتے ہیں جب ان میں دین کے ساتھ اخلاص ومحبت کا فقدان عام ہو جائے، کوئی بھی قوم اگر اپنے دین ومذہب کے معاملہ میں مخلص نہ ہو تو بہت جلد وہ قوم اپنا مذہبی امتیاز کھو بیٹھتی ہے، اس سلسلہ میں عیسائیوں کا نام لیا جا سکتا ہے کہ جب انھوں نے اپنے مذہب سے بیگانگی اور اپنے دین سے انحراف کی پروانہ کی تو یہ مذہب اپنی تمام مذہبی خصوصیات وامتیازات سے خالی ہو گیا اور دلوں میں اس کی کوئی اہمیت وہیبت نہ رہی اور بالآخر رسم ورواج کی ایک ایسی شکل اختیار کر گیا جس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق وواسطہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے فلسفہ اور مادی نظریات کی ترویج کی لیکن وہ انسانیت کو مذہبی تسکین دینے سے عاجز وقاصر رہے۔ اس کے بعد انسان کی اپنی بنائی ہوئی تہذیب وتمدن سامنے آئی لیکن وہ بھی انسان کو سعادت وطمانیت دینے میں ناکام رہی۔

یہ اسلام کا انسان پر عظیم احسان ہے کہ بیک وقت علم ودین دونوں کی سیادت اس کو سونپ دی، افراط وتفریط کے بغیر دونوں کو جمع کرنے کا راستہ بتلایا اور انسان کو اس بات کی قدرت دی کہ وہ ہر نوع کے علوم ومعارف حاصل کرے اور دین ودنیا دونوں کی سعادت مندی میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے علم کو وسیلہ بنائے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کا ہیرو، مادی تہذیب وتمدن کے متبعین سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا حال انسانی تاریخ کا بڑا واضح باب ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کی بنیاد "اسوۂ نبوی" کو بنایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سیرت وسنت پر اس طرح کاربند رہے کہ کوئی غلط راہ یا تحریک ان کو اس سے منحرف نہ کر سکی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی بڑی تاکید کی تھی، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین لیکن مسلمانوں نے جب آپ کے اس ارشاد کو بھلا دیا اور گمراہی وبدعت میں پڑ گئے تو ان کی حالت بدلی، وہ اپنے درجہ سے گرے اور انسانی قافلہ کے آخر میں جگہ پانے لگے۔

عالم نو نے ہر قسم کے تجربات کیے لیکن وہ انسان کو حقیقی سعادت دینے میں ناکام رہا، حالانکہ اس کے پاس وسائل و اسباب کی کوئی کمی نہیں۔ لیکن دنیا کو امن وسلامتی، اطمینان اور راحت سکون وطمانیت دینے سے وہ قاصر ہے۔ شاید کہ تاریخ پھر اپنے آپ کو دہرائے، مسلمانوں کو پھر سے قیادت وسیادت کی ذمہ داری سونپے اور اسلام ایک دین کلی کی حیثیت سے عالم انسانیت کی رہنمائی کرے۔

وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله، ذلكم وصّكم به لعلكم تتقون (الانعام: ۱۵۲) بیشک یہ ہے میرا راستہ سیدھا، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستے سے، یہ ہیں وہ باتیں جن کا تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

☆☆☆